عیسائیت کی تشکیل و ارتقاء
(توحید پرستی سے بت پرستی تک)

محمد اسماعیل آزاد

عیسائیت بنیادی طور پر اسرائیلی روایات ہی کی بنیادوں پر قائم ایک فرقہ کی حیثیت سے عالم وجود میں آئی۔اس مذہب کے عقائد،اعمال اور تعلیمات حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک نہیں پہنچتی،سب منقطع روایات ہیں جو ان لوگوں تک پہنچتی ہیں جنہوں نے نہ عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا نہ ان سے کچھ سنا۔خود عیسائی روشن خیال مصنفین اسی نتیجے پر پہنچتے ہیں۔

مشہور مصنف مائیکل ہارٹ نے دنیا کے سو بڑے آدمیوں پر کتاب لکھی۔ان کی درجہ بندی میں پہلا نمبر محمدؐ کو دیا اور اس درجہ بندی کے دلائل بیان کئے چھٹے نمبر پر عیسیٰ علیہ السلام کو رکھا۔وہ کہتے ہیں:یسوع نے انسانی عادات واطوار اور بنیادی اخلاقی تصورات۔بنیادی روحانی نقطۂ نگاہ اور اس کے خاص تصورات کی تشکیل کی۔

عیسائیت کے عقائد والٰہیات کو موجودہ شکل میں سینٹ پال نے تشکیل دیا۔یسوع نے روحانی دعوت دی پال نے اس پر مسیح کی عبادت کا اضافہ کیا۔پال نئے عہدنامے کے قابل ذکر حصے کے مصنف تھے۔اور پہلی صدی عیسوی میں عیسائیت میں لوگوں کو داخل کرنے والی اصل طاقت تھے یہ بات معقول نہیں کہ آج کل کلیسا یا انفرادی طور پر عیسائی جو کچھ کر رہے ہیں اس کے ذمہ دار یسوع قرار دئے جائیں،بلکہ ان میں سے بہت سی باتوں کو تو یسوع ردّ کر دیتے تھے۔یہودیوں پر مظالم یسوع کی تعلیم کے خلاف تھی۔اور یہ کہنا نامعقول ہوگا کہ ایسا کرنے پر یسوع نے آمادہ کیا تھا۔(The Hundred p48,47)

مزید لکھتے ہیں کہ یہ پال کی تحریریں ہیں جنہوں نے بڑی حد تک یہودیوں کے ایک فرقے کو ایک تحریک کی شکل دی جس میں یہودی اور غیر یہودی سب شامل تھے۔(ص/48)

یسوع کے بارے میں ہماری معلومات غیر یقینی ہیں۔ان کے اصل نام سے بھی ہم واقف نہیں۔غالبًا یہ نام Yehoshua تھا۔ جوانگریزی میں Jushna ہوا۔ان کا سال پیدائش اور سال وفات یقینی طور پر معلوم نہیں۔(عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر وفات پاکر تین دن کے بعد جی اٹھنے کا عقیدہ رکھتے ہیں)یسوع نے خود کوئی تحریر نہیں چھوڑی۔ان کے بارے میں ہماری ساری معلومات کا دارومدار اناجیل اربعہ پر ہے جن (کے تضادات) کا یہ حال ہے کہ متی اور لوقا نے ان کے آخری الفاظ کی بالکل ایک دوسرے سے الگ روایات بیان کی ہیں۔(ص/49)

اناجیل اربعہ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب مسیح علیہ السلام نے اپنی جماعت کی الگ عبادت گاہ تک نہیں بنائی تھی۔تورات کو منسوخ نہیں کیا تھا۔ بلکہ اس پر عمل پیرا تھے۔آپ کا پس منظر یہودی پس منظر تھا۔اور اس کی بنیاد اتنی گہری تھی کہ بعد کے کلیسا نے بھی یہودی بائبل کو عہد نامہ قدیم کے نام سے تسلیم کیا،اور اپنے عہد نامہ جدید میں عہد نامہ قدیم ہی کی پیشگوئیوں کی تکمیل کو مسیح علیہ السلام کے وجود سے ثابت کیا۔اس لحاظ سے تو یہودی بائبل کلیسا کی بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔

کلیسا والے یہودی بائبل کو عہد نامۂ قدیم اور اناجیل اربعہ اعمال اور رسولوں کے خطوط ومکاشفے پر مشتمل کتاب کو عہد نامۂ جدید کہتے ہیں۔ یہ بات بھی درست ثابت نہیں ہوتی ہے۔تورا میں اللہ نے سب سے پہلے ان لوگوں سے عہد باندھا جو نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار تھے اور طوفان سے محفوظ رہے تھے۔دوسرا عہد ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے اسحٰق علیہ السلام سے باندھا۔ اس قسم کے الفاظ انجیل کی روایات میں مسیح علیہ السلام کے بارے میں موجود نہیں ہیں۔اس لئے عہد نامۂ جدید کہنا درست معلوم نہیں ہوتا۔

کتاب پیدائش ۱۷:۳۱ میں خدا کے فرشتے نے ہاجرہ سے کہا کہ تیرا بیٹا اپنے سب بھائیوں کے سامنے بسا رہیگا۔اور ۱۷:۱۲ میں اسے برکت دینے اس کے بارہ سردار پیدا ہونے اور بڑی قوم بنانے کا وعدہ اللہ نے کیا اور کہا لیکن اپنا عہد اسحٰق سے باندھونگا۔لیکن کتاب استثناء ۱۸:۱۲ میں کہا،خداوندا خدا تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں سے میری مانند ایک نبی برپا کریگا۔تم اس کی سننا۔کتاب استثناء کی ابتدا میں بتادیا گیا کہ یہ سب باتیں موسیٰ علیہ السلام نے اسرائیلیوں سے کہیں۔ پیدائش میں اسماعیل کے اپنے بھائیوں (اسرائیل) کے سامنے بسے رہنے

کی بات کی گئی، استثناء میں بہن بھائیوں (بنی اسماعیل) میں سے موسیٰ علیہ السلام کی مانند نبی برپا کرنے کا وعدہ کیا گیا۔

نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ نے بے شک اسحٰق علیہ السلام سے عہد باندھا۔ اور اسی اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے عہد باندھا کہ وہ بنی اسرائیل کو اسکے بھائیوں (بنی اسماعیل) میں اللہ کی طرف سے آنے والے نبی پر ایمان لائیں۔

کلیسا کے اسرائیلی پس منظر کی بنیادیں بہت گہری ہیں۔ مثلاً تالمود میں پوری وضاحت سے کہا گیا ہے کہ بائبل کی کس باب کا کون مصنف ہے، اور یہ کہ ہر مصنف نے روح القدس کی رہنمائی میں یہ کتاب لکھی ہے۔ من وعن یہی عقیدہ کیتھولک بائبل کی تمہید اور پھر اسکی ہر کتاب کی ابتدا میں مصنف کا نام درج ہے۔ تالمود میں یہودی احبار کے لوگوں میں سے بدارواح کو نکالنے، امراض سے شفاء دینے کی کرامات کے واقعات بکثرت بیان ہوئے ہیں۔ جبکہ بت پرست اقوام میں بھی یہی عقائد تھے جیسے یونان میں ڈلفی کا مندر، روم میں جو پیٹرا کا مندر، مصر میں Orisis کا مندر۔ جہاں کے مجاور حال طاری کر کے مستقبل کی خبریں دیتے۔ لوگوں کی منتیں اور مرادیں برلاتے تھے۔ اولین یونانی مورخ ہیروڈوس نے ہر ملک کے ایسے مندروں اور ان کی کرامات کے تذکرے کئے ہیں۔ اناجیل میں رسولوں کے اعمال میں یہی واقعات روح القدس کی تاثیر سے ظہور پذیر ہونے کے تذکرے ہیں۔ دراصل جب قسطنطین نے عیسائیت کو سرکاری مذہب قرار دیا اور دوسرے بت پرست مذاہب پر پابندی عائد کر دی تو صرف عیسائی Monk کی کرامتیں مشہور ہوئیں۔ بہر حال ان کرامتوں کے اظہار میں بھی یہودی پس منظر واضح ہے۔

عقیدہ تثلیث کی بنیاد باپ، بیٹا اور روح القدس پر ایمان لانا ہے، اور متی کی روایت میں مر کر جی اٹھنے کے بعد مسیح علیہ السلام نے شاگردوں کو باپ، بیٹے اور روح القدس پر ایمان لانے کی دعوت کو عام کرنے کی ہدایت کی تھی ان الفاظ کو خالص لغوی معنی میں لیا جائے تو بھی ان الفاظ سے باپ، بیٹا اور روح القدس تین حصوں میں خدا کی تقسیم ثابت نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ یہ بات قابل غور ہے کہ اناجیل کے مصنفین نے روح القدس سے معمور ہو کر یہ کتابیں لکھیں۔ اب متی کو روح القدس نے لکھوایا کہ باپ۔ بیٹا اور روح القدس کی تبلیغ کریں۔ مرقس کو لکھوایا کہ انجیل کی منادی کرو جو ایمان لاتے بپتسمہ لے وہ نجات پائے گا۔ مرقس ۱۶:۱۶ لوقا کو لکھوایا کہ یروشلم سے

شروع کر کے سب قوموں میں توبہ اور گناہوں کی معافی کی منادی کرو۔ جس کا میرے باپ نے وعدہ کیا تم پر نازل کرونگا۔ جب تک عالم بالا سے قوت کا لباس نہ ملے، اس شہر میں ٹھہرے رہو ۲۴:۴۱۔۴۲ یوحنا کو روح القدس نے لکھوایا، میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے۔ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا...... مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہے مگر تم ان کو برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ سچائی کا روح آئیگا تو تم کو تمام سچائی کہ راہ دکھائے گا۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا۔ یوحنا ۱۶:۸تا۱۵۔

اناجیل اربعہ کہ مندرجہ بالا عبارات میں لوقا اور یوحنا تو مسیح علیہ السلام کے بعد ان کے بھیجے ہوئے کسی نجات دہندہ کے انتظار کی تعلیم دیتے ہیں۔ مرقس انجیل کی منادی کی بات کرتے ہیں۔ انجیل بشارت کو کہتے ہیں اور کسی نجات دہندہ کی آمد کی خوشخبری اس کا متعینمطلب ہے۔ اس طرح تین انجیلیں آنے والے نجات دہندہ کی خوشخبری پر مبنی ہیں۔ اسی کے آنے سے عالم بالا سے عیسائیوں کو طاقت نصیب ہونے والی تھی۔ متی کے الفاظ بھی دنیا بھر کو ایک خدا کے تین حصے، ۳/۱= باپ۔ ۳/۱= بیٹا= ۳/۱= روح القدس اس مطلب کے متحمل نہیں ہیں۔ انجیل مرقس ۱۔۹۔۱۰ کہا گیا کہ روح القدس کبوتر کی شکل میں یسوع کے سر پر آبیٹھی اور کہا کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے۔ لیکن چالیس اناجیل میں یسوع نے خود کو خدا کا بیٹا تو کہا، روح القدس کا بیٹا کہیں نہیں کہا۔ نہ آج تک کسی عیسائی نے ان کو روح القدس کا بیٹا لکھا یا مانا۔ اسی طرح یوحنا ۱۴:۱۳ میں یسوع نے کہا اسکے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کرونگا، کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں۔ ان الفاظ سے ہرگز یسوع کا دوبارہ آنا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ یسوع صیغہ واحد غائب میں Third form آنے والے کا تذکرہ کررہے ہیں۔ اگر خود آنا ان کا مقصد ہوتا تو صیغہ واحد متکلم first form استعمال کرتے۔

اناجیل میں اس سلسلے میں ایک عجیب بات یہ ہے کہ یسوع کی موجودگی میں کسی اور آنے والے کو وہ نبی کہا گیا۔ یوحنا ۱:۱۹تا۲۲۔ یروشلم کے یہودیوں نے کاہن اور راوی یوحنا کے پاس بھیجے یہ پوچھنے کیلئے کہ وہ کون ہے۔ اس نے کہا میں مسیح نہیں ہوں۔ پھر کہا کیا ایلیاہ ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ کہا کیا تو وہ نبی ہے۔ اس نے جواب دیا نہیں۔ یہاں سے واضح ہے کہ یوحنا۔ مسیح اور وہ نبی تین الگ شخصیتیں ہیں۔ الغرض وہ نبی۔ دنیا کا سردار۔ سچائی کی روح۔ یہ سب مسیح علیہ السلام کے بعد آنے والے نبی کی بابت کہا گیا۔

عہدنامہ جدید کا اختتام یوحنا کے مکاشفہ پر ہوتا ہے۔اور مکاشفہ کے اختتام میں یوں درج ہے:۔مجھ یسوع نے اپنا فرشتہ اس لئے بھیجا کہ کلیساؤں کے بارے میں تمہارے آگے ان باتوں کی گواہی دے۔ میں داوٗد کی اصل و نسل اور صبح کا چمکتا ہوا ستارہ ہوں۔اب عقل سلیم کا یہ کام ہے کہ وہ سمجھ لے، کہ صبح کا ستارہ آفتاب عالمتاب کے طلوع کی خوشخبری دیتا ہے۔ یہ اہل کلیسیا کا فرض ہے کہ وہ اس آسمانی ہدایت یافتہ انسان کو دریافت کریں جس کا فیض سورج کی طرح ذرہ سے پہاڑ تک سب کو روشن کردے۔

عہدنامہ قدیم وجدید میں سب سے زیادہ گہرا ربط اسی مضمون کا ہے۔یہوداہ کے یہوداہ کے خط میں لکھا ہے ان کے بارے میں حنوک نے بھی جو آدم سے ساتویں پشت میں تھا یہ پیشگوئی کی تھی کہ دیکھو، خداوند اپنے دس ہزار مقدسوں کے ساتھ آیا۔آج کل یہودی وعیسائی علما نے دس ہزار قدوسیوں کے الفاظ کتاب استثنا اور یہوداہ کی تحریر میں بدل دیئے ہیں۔اب وہ ہزاروں ترجمہ کرتے ہیں لیکن King James version میں دس ہزار کا عدد موجود ہے۔عہد قدیم وجدید کا کوئی آسمانی ہادی کہیں بھی دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ نہیں پایا گیا۔ یہ صرف محمد مصطفےٰ ﷺ ہیں جو دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ فتح مکہ کے وقت دیکھے گئے اور یوں توراۃ و انجیل کی خوشخبری سچ ثابت ہوئی۔اہل کلیسیا کو حنوک۔موسیٰ۔یسوع اور یہوداہ کی پیشگوئی کو سچا کر دکھانے پر محمد ﷺ کا شکر گزار ہونا چاہئے۔

کلیسیا میں سینٹ پال کی آمد

اناجیل میں آتا ہے کہ یسوع زندہ ہونے کے بعد اپنے شاگردوں سے ملے۔اور عالم بیداری میں ملے۔متی ۲۸:۹:۱۷:۱۶ جہاں مریم کو فرشتے نے اطلاع دی اور اس نے شاگردوں کو، یہ ملاقات گلیل میں ہوئی، جبکہ صلیب اور دفن یروشلم میں ہوئے تھے۔یروشلم سے گلیل کئی میل دور ہے۔ جہاں ایک پہاڑ پر ملاقات مقرر تھی۔مرقس کے آخری باب میں یہی ملاقات عالم بیداری میں مذکور ہے۔لوقا کے آخری باب میں لوگوں سے ملاقات عالم بیداری میں مذکور ہے۔ان کے ساتھ روٹی کھانا۔ برکت دینا۔ پھر انہیں کہنا کہ چھو کر دیکھو کہ جسم ہے۔روح کے گوشت اور ہڈی نہیں ہوتی۔ پھر مچھلی روٹی کھائی۔یوحنا نے بھی اپنے آخری باب میں یسوع کا تین مرتبہ عالم بیداری میں شاگردوں کو نظر آنا لکھا ہے۔گویا اس مسئلے پر اناجیل اربعہ میں مکمل اتفاق ہے۔

تاریخ کلیسیا کا عجوبہ سینٹ پال کا اپنے مکاشفے کی بنا پر عیسائیت کو قبول کرنا اور اپنی مرضی کے مطابق اسے فروغ دینا ہے۔ اعمال ۹:۱ تا ۳۱ میں پال کو جو سردار کاہن سے دمشق میں موجود عیسائیوں کو گرفتار کر کے یروشلم لانے کا پروانہ حاصل کر کے دمشق روانہ ہوا۔ راہ میں اسکے گرد تیز روشنی پھیلی وہ گر گیا۔

آواز آئی اے ساول مجھے کیوں ستاتا ہے۔ اسکے پوچھنے پر آواز نے بتایا کہ وہ یسوع ہے۔ اسکے ساتھی آواز سنتے تھے کسی کو دیکھتے نہ تھے، اس مکاشفے کی بنیاد پر سینٹ پال عیسائی بر آئے، اور دمشق کے یہودیوں میں یسوع کو مسیح ثابت کرنے لگے۔ یروشلم کے مسیح کے شاگردوں نے ان پر اعتماد نہ کیا۔ تاہم انکے قدیم ساتھی برنباس کی سفارش پر وہ خاموش ہو گئے۔

سینٹ پال کی اس روحانی واردات میں مسیح علیہ السلام نے محض ایک مخلص عیسائی کا پتہ بتایا جسکے ذریعے وہ عیسائیوں سے متعارف ہوئے۔ گیارہ شاگردوں سے مسیح علیہ السلام کی ملاقات میں جو ہدایات انہیں ملیں وہ نہ تو یروشلم کے شاگردوں نے پال کو بتائیں اور نہ پال نے ان سے معلوم کرنے کی کوشش کی۔ یسوع نے پال کو مکاشفہ میں کفارہ۔ غیر مختونوں کی رسومات کو اختیار کرنا صرف عقیدہ باعث نجات اور اعمال سے صرف نظر۔ یہ کوئی بات مسیح نے نہیں کی تھی، نہ یروشلم میں مسیح کے شاگردوں نے ایسی باتیں کیں۔ یہ محض سینٹ پال کی اپنی تاویلات تھیں۔ سینٹ پال مسیح علیہ السلام کے ہم عصر ایک یہودی عالم ربی گملائیل کے شاگرد تھے۔ رومن شہری تھے۔ رومن اور یونانی زبان جانتے تھے۔ ظاہر ہے کہ مسیح علیہ السلام کے امی شاگردوں کے مقابلے میں یہ بڑے عالم تھے۔ ان پر شاگردوں کا حکم نہ چل سکتا تھا۔ پال کو یسوع مسیح نے رسول نہیں بنایا تھا۔ بارہ رسولوں میں سے ایک کی غداری کے بعد باقی گیارہ رسولوں نے مل کر متیاہ کو رسول بنا لیا تھا۔ اعمال ۱:۲۶۔ اس کمی کے باوجود پال نے یسوع مسیح کے ساتھیوں کو کلیسیا میں بے اثر کر دیا۔ خود یہودی ہوتے ہوئے یہودی عبرانی اصطلاحات۔ باپ۔ بیٹا کو خدا اور بندہ کا خاتم مقام سمجھنے کے بجائے حقیقی کے باپ بیٹے کا رشتہ ثابت کیا۔ اسی طرح مسیح کو تمام ماننے والوں کے کفارہ میں صلیب پانا اپنا عقیدہ بنایا تا کہ نیک اعمال کی پابندی اور برائیوں سے بچاؤ کا تکلف بھی ختم ہو جائے۔ پال نے سب سے بڑا کارنامہ جو انجام دیا وہ یہ ہے کہ حنوک۔ موسیٰ۔ دانیال۔ سلیمان۔ عیسیٰ تمام انبیاء نے ایک آخری نبی کے آنے کی نشاندہی کی تھی۔ اسے حرف غلط کی طرح بھلا دیا۔ کتاب اعمال

کا مصنف پال سے متاثر ہے. پوری کتاب میں یہ تاثر نہیں پایا جاتا کہ انجیل نامی کتاب کہیں پائی جاتی ہے۔ پال نے عہد نامہ قدیم سے کلیسیا کو الگ کر دیا تھا۔ لیکن پال اس بات میں ناکام رہے۔ ان کے بعد انجیل نویسوں نے سو سے زائد اناجیل لکھیں۔ ۳۲۵ء میں نکایا کونسل نے عہد نامہ کے ساتھ چار اناجیل۔ اعمال۔ خطوط اور مکاشفے پر مبنی کتب کو اصل عہد نامہ جدید قرار دیا۔ اب ان قدیم وجدید عہد ناموں کے مطالعے سے خود سینٹ پال کی تعلیمات یسوع مسیح کی تعلیمات کے برعکس ثابت ہوتی ہیں، اور ان میں وہ الٰہی منصوبہ بھی پھیلا ہوا ہے جس میں تمام اسرائیلی انبیاء نے آخری نبی کے آنے اور عالم انسانیت کے منور ہونے کا تذکرہ کیا ہے۔

سینٹ پال کا مسئلہ کفارہ

یسوع مسیح جو یہودی قوم کی مذہبی رسومات میں شدت اور انسانیت سے رحمدلی کے برتاؤ کے فقدان کی اصلاح کرنا چاہتے تھے، قوم میں بتدریج اس کا اثر پھیل رہا تھا۔ خدا کی بادشاہت جس میں خدا کے قانون کی پابندی میں اس کے سب بندے برابر ہوں۔ آپ کے اس اعلان سے رومن حکومت کو بغاوت کی بو آ رہی تھی، تاہم یہودی علماء اور ان کے سردار کاہن نے اس خطرے کو محسوس کیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یسوع کی تبلیغ کی وجہ سے رومن حکومت سارے یہودیوں سے بگڑ بیٹھے۔ یہودیوں میں آل داوود سے ایک رہبر کے آنے اور یہودی سلطنت کے قیام کے عقیدے کو قیصر نے بھی ان کی نادانی قرار دیا تھا۔ (دیکھیں Twelve Caeears ۲۷۶ء) چنانچہ یوحنا کی روایت کے مطابق سردار کاہن کائفا نے یہودیوں سے کہا کہ تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ ایک آدمی امت کے واسطے مرے نہ کہ ساری قوم ہلاک ہو۔ (یوحنا ۱۱) آگے ۱۸:۱۴ میں بھی کائفا کے بارے میں کہا گیا کہ یہ دینی کائفا تھا جس نے یہودیوں کو صلاح دی تھی کہ امت کے واسطے ایک آدمی کا مرنا بہتر ہے۔

یہ یہودیوں کی سیاست تھی کہ یسوع کو قربانی کا بکرا بناؤ۔ حکومت کے حوالے کردو اور خود حکومت کے عتاب سے محفوظ رہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

یاد رہے کہ یہود، مسیح کے خلاف تھے، دشمن تھے۔ ان دشمنوں کی اس کامیاب سازش کو عقیدہ بنا دینا یہ سینٹ۔ پال کا کارنامہ تھا۔ رومیون ۲۶:۳ میں سینٹ پال کہتے ہیں۔ اسے خدا نے اس کے خون کے باعث ایسا کفارہ ٹھہرایا جو ایمان لانے سے فائدہ مند ہو۔ اور ۱۔ کرنتھیون

ص ۱۵: ۳ میں کہا کہ مسیح کتاب مقدس کے مطابق ہمارے گناہوں کے لئے مرا دفن ہوا۔ پال کی اس تاویل نے مسیح کے دشمنوں یہودیوں کوقتل مسیح کے جرم سے بری کر دیا، کیونکہ کتاب مقدس کی رو سے ایسا ہونا تھا اور مسیح کو مرکر سارے ایمان والوں کے گناہوں کا کفارہ بننا تھا۔ اگرچہ عملاً تو یسوع اپنے دشمن یہودیوں کے گناہ کا کفارہ بن گئے اس طرح پال مسیح کے خادم سے زیادہ یہودیوں کے خادم ثابت ہوتے ہیں۔ دوسری طرف یسوع کو صلیب دینے والی رومن گورنمنٹ کا مجرمانہ اقدام بھی کتاب مقدس کی پیشگوئی کی وجہ سے واقع ہونے والا مشیت ایزدی کا اظہار تھا۔ اس طرح پال رومن حکومت کے بھی خادم ثابت ہوتے ہیں۔

پال نے جس کتاب مقدس کے حوالے سے اپنے عقیدہ کفارہ کو ثابت کرنا چاہا ہے، اس میں سے یسعیاہ ۳ میں کہا گیا ہے: ہمارے پیغام پرکون ایمان لایا، اور خداوند کا بازو کس پر ظاہر ہوا۔ پر وہ اس کے آگے کونپل کی طرح اور خشک زمین سے جڑ کی مانند پھوٹ نکلا ہے، نہ اس کی کوئی شکل وصورت ہے نہ خوبصورتی۔ اور جب ہم اس پر نگاہ کریں تو کچھ حسن و جمال نہیں کہ ہم اس کے مشتاق ہوں۔ وہ آدمیوں میں حقیر و مردود، مرد غمناک اور رنج کا آشنا تھا۔ لوگ اس سے گویا روپوش تھے۔ اسکی تحقیر کی گئی اور ہم نے اسکی کچھ قدر نہ جانی۔

تو بھی اس نے ہماری مشقتیں اٹھالیں اور ہمارے غموں کو برداشت کیا، پر ہم نے اسے خدا کا مارا کوٹا اور ستایا ہوا سمجھا، حالانکہ وہ ہماری خطاؤں کے سبب سے گھائل کیا گیا اور ہماری بدکرداری کے باعث کچلا گیا۔ ہماری ہی سلامتی کیلئے اس پر سیاست ہوئی، تاکہ اس کے مار کھانے سے ہم شفا پائیں۔ ہم بھیڑوں کی مانند بھٹک گئے۔ ہم میں سے ہر ایک اپنی راہ کو پھرا، پر خداوند نے ہم سب کی بدکرداری اس پر لادی۔

یہ یادرہے کہ یسعیاہ کی اس عبارت کو یہودی علماء بارخوشیا پر چسپاں کرتے ہیں۔ دوسرے یہی الفاظ یوحنا بپتسمہ والے پر بھی چسپاں ہوتے ہیں اور یسوع پر بھی۔ عبارت کے الفاظ میں بنی اسرائیل کے بدکرداروں اور خطاؤں کے سبب وہ کچلا گیا۔ کہیں لفظ کفارہ استعمال نہیں ہوا۔ یسعیاہ میں اس عبارت سے پہلے کہا گیا ہے کہ دیکھو میرا خادم اقبال مند ہوگا...... اس طرح وہ بہت سی قوموں کو پاک کریگا اور بادشاہ اس کے سامنے خاموش ہونگے۔ پھر دس میں کہا گیا جب اسکی جان گناہ کی قربانی کے لئے گزاری جائیگی تو وہ اپنی نسل کو دیکھے گا۔ اسکی عمر دراز ہوگی......

میرا صادق خادم بہتوں کو راستباز ٹھہرائے گا کیونکہ وہ ان کی بدکرداری خود اٹھالے گا، اس نے اپنی جان موت کے لئے انڈیل دی اور وہ خطا کاروں کے ساتھ شمار کیا گیا، تو بھی اس نے بہتوں کے گناہ اٹھالئے اور خطا کاروں کی شفاعت کی۔

اس طویل عبارت میں کفارہ نہ لفظاً ثابت ہوتا ہے نہ معاً۔ گناہوں کو اٹھا لینے کی تشریح خود ہی خطا کاروں کی شفاعت کہ کر واضح کر دی گئی۔ کسی خطا کار کی خطا کو صاف کرنے کی سفارش کرنا اور بات ہے اور کسی کی خطا کو خود پر تسلیم کر لینا اور بات۔ کیونکہ کسی کی بدکاری اٹھا لینے کا مطلب اس کی جگہ خود کو بدکار ثابت کرنا ہے اور یہ حیثیت مسیح علیہ السلام کو اس عبارت کی رو سے نہیں دی جاسکتی ہاں ان کی شفاعت کی بات اس کے الگ اور کفارہ کے منافی ہے۔

کتاب مقدس میں دانیال ۹:۲۴-۲۶ میں دانیال کو جبریل نے کہا کہ تیرے لوگوں اور تیرے مقدس شہر کیلئے ستر ہفتے مقرر کئے گئے ہیں کہ خطا کاری اور گناہ کا خاتمہ ہو جائے۔ بدکرداری کا کفارہ دیا جایا ابدی راستبازی قائم ہو...... پس تو معلوم کرلے اور سمجھ لے کہ یروشلم کی بحالی اور تعمیر کا حکم صادر ہونے سے ممسوح فرمانروا تک سات ہفتے اور باسٹھ ہفتے ہونگے...... اور باسٹھ ہفتوں کے بعد وہ ممسوح قتل کیا جائیگا۔ یہ پیشگوئی بیت المقدس کی دوبارہ تعمیر کیلئے تھی۔ عیسائی علماء اسے بھی پال کے حوالے سے کفارہ کیلئے استعمال کرتے ہیں ظاہر ہے کہ عقیدہ کفارہ سے اس کا بندلی دور کا بھی واسطہ نہیں۔ وہاں تو کہا جا رہا ہے کہ اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کرو جو شرع میں ہے نیک بنو تو یروشلم کو دوبارہ تعمیر ممکن ہو گی۔

الغرض کتاب مقدس کی بنیاد پر عقیدہ کفارہ کو ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ خود پال اسے ثابت نہ کر سکے، کیونکہ عبرانی جاننے والے یہودی علماء نے یسعیاہ کی مذکورہ بالا عبارت کو نبی کی بار خوشیا کی ارض حکومت کے خلاف بغاوت اور اسکی ناکامی کو یہودیوں کی کمزوریوں پر چسپاں کیا ہے۔

پال کے تضادات میں یہ بات واضح ہے کہ عقیدہ کفارہ توراۃ کتاب مقدس سے ثابت کرنا چاہتے ہیں لیکن موسیٰ کی شریعت کے ۶۱۳ احکامات جو کتاب مقدس کا لازمی جزو ہیں، اس کے اس سے بے تعلقی رکھتے ہیں سبت۔ ختنہ جو ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے مروج تھی اور خدا کے حکم سے اختیار کی گئی تھی۔ غذاؤں میں حلال وحرام ان ساری پابندیوں کو اٹھا کر کتاب

مقدس کا انکار بھی کرتے ہیں۔آج کا ہر عیسائی اس تضاد کا شکار ہے۔

ہم دیکھ چکے ہیں کہ کتاب اعمال اور رسولوں کے خطوط پہلے لکھے گئے نے اناجیل اربعہ ان کے بعد،اور مائیکل ہارٹ کی تحقیق کے مطابق عہدنامہ جدید کی ۲۸ کتابوں میں سے ۲۱ کتابیں پال کی لکھی ہوئی یا ان کے ہم خیال ساتھی کی لکھی ہوئی ہیں۔خود اناجیل اربعہ بھی ان کے اثرات سے محفوظ نہیں رہیں۔

پال کی دیدہ دلیری ہے کہ انہوں نے آدم ونوح سے لے کر ابراہیم وموسیٰ اور دوسرے انبیاء تک جو روایات کا تسلسل ہے اس سے قطع تعلق کرلیا۔یہ ترک تعلق اتنا شدید ہے کہ یوحنا کی انجیل ۱۰:۸ میں یوں وضاحت سے کہا گیا:۔میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ بھیڑوں کا دروازہ ہوں۔جتنے مجھ سے پہلے آئے سب کے سب چور اور ڈاکو تھے،مگر بھیڑوں نے ان کی نہ سنی بحث یہ ہے کہ یسوع سے پہلے آنے والے اگر سب کے سب چور اور ڈاکو تھے تو ان چوروں اور ڈاکوؤں کے حالات وبیانات پر مبنی عہدنامہ قدیم کلیسا کی بائبل میں کیوں شامل ہے اور ان کے اقوال کو پیشگوئی قرار دے کر اس کا مصداق یسوع کو کیوں ٹھہرایا جاتا ہے۔اس سے تو وہ چور اور ڈاکو سچے ثابت ہوتے ہیں جن کے اس سچے سہارے کے بغیر یسوع کی شخصیت کو ابھارا نہیں جاسکتا۔یوحنا نے کہا کہ مسیح نے کہا ہے بھیڑوں کا دروازہ میں ہوں دوسرے چور اور ڈاکو تھے جن کی بھیڑوں نہ سنی،حالانکہ انکی تو خود یسوع نے سنی۔یسوع مختون تھے۔پیدائش کے ایک ہفتے بعد ان کا ختنہ ہوا۔موسیٰ کی شریعت کے عامل تھے۔اور کہتے تھے یہ نہ سمجھو کہ میں موسیٰ کی شریعت کو مٹانے آیا ہوں بلکہ اسکی تکمیل کو آیا ہوں۔کیا ایک چور اور ڈاکو کی پیروی یسوع کررہے تھے؟اگر یسوع کررہے تھے تو پال کیوں اس سے انکاری تھے۔اگر آج بھی پال کا انکار درست مانا جائے تو یسوع کی پیروی سے ان کا اور تمام عیسائیوں کا انکار ثابت ہوجاتا ہے۔

سینٹ پال کے نظریہ کفارہ کو انسانی تمدن میں قانون کی حکمرانی کی بنیاد نہیں بنایا جاسکتا۔مثلاً ایک عورت زنا سے حاملہ ہوکر بچہ جنے اور اس جرم کے کفارے میں کسی پاکباز عورت کو رجم کردیا جائے۔

اوراس کے علاوہ خدا کی بادشاہت کے قیام کی خوشخبری اور اس کے قریب ہونے کا اعلان جو یوحنا بپتسمہ والے نے کیا۔اوران کے قتل کے بعد یسوع مسیح نے اسی نعرے سے اپنی تحریک کا آغاز کیا

خدا کی بادشاہت میں اگر قانون کی حکمرانی کا تصور نہ ہوتو اسے جنگل کا قانون کہا جائے گا اور کفارہ کا عقیدہ ہرصورت میں قانون کی نفی کرتا ہے۔ اسطرح پال کے کفارہ کا عقیدہ یسوع مسیح کے خدا کی بادشاہت کے تصور کی مکمل نفی کرتا ہے۔ اور آج کے عیسائیوں کی حکومتوں میں اگر قانون کی حکمرانی ہے تو وہ عملاً پال کے کفارہ کے عقیدے کی تردید ہے۔

بے شک پال کا عقیدہ کفارہ گناہ گاروں کے ضمیر کے بوجھ کو ہلکا کرنے اور بعض جگہ گناہوں پر جری کرنے کا سبب بنا۔ اور پال کی عیسائیت کی اشاعت میں اس عقیدہ کا کردار سارے عیسائی تصوارات سے زیادہ اہم رہا (جیسا کہ قسطنطین کی عیسائیت کے قبول کرنے کی تفصیلات سے واضح ہوگا) دوسری طرف پال کی تحریک عیسائیت کو یہودیوں کے برخلاف رومیوں کی دشمن نہیں بنانا چاہتی تھی۔ چنانچہ پال رومیوں ۱۳:۱ تا ۷ میں عیسائیوں کو حکومت وقت کی مکمل تابعداری کا درس دیتے ہیں:۔ ہر شخص اعلیٰ حکومتوں کا تابعدار ہے۔ کیونکہ کوئی حکومت ایسی نہیں جو خدا کی طرف سے نہ ہو اور جو حکومتیں مقرر ہیں وہ خدا کی طرف سے مقرر ہیں پس جو کوئی حکومت کا سامنا کرتا ہے مخالفت کرتا ہے وہ خدا کے انتظام کا مخالف ہے اور جو مخالف ہیں وہ سزا پائیں گے پال کی اس تعلیم سے بت پرست رومن حکومت بھی خدا کی حکومت قرار پائی، اوراس کی مخالفت خدا کی مخالفت، پال کی وفات ۶۴ء میں ہوئی اور ۶۴ء تا ۷۰ء یہودی مسلح بغاوت جاری رہی جس نے یروشلم سمیت کئی فلسطینی شہروں سے رومن فوج کو مار بھگایا۔ یروشلم میں موجود عیسائیوں کے سربراہ یسوع مسیح کے حواری جیمس تھے۔ اور جدید تحقیقات میں ان کی سربراہی چار سال تک کامیاب رہی۔ لیکن رومن حکومت کے دوسرے شہروں میں عیسائی پرامن رہے۔ یہ پال کا نظریہ اور تعلیم کا اثر تھا۔

اور اسی بنا پر دو عیسائی دانشوروں نے پال کو رومن حکومت کا جاسوس یا ایجنٹ قرار دیا ہے۔ اس شبہ کی بنیاد اعمال اور رومیوں کی روایتوں پر ہے۔ اعمال ۲۱:۲۸ تا ۳۱ میں کہا گیا ہے کہ جب پال غیر یہودی (رومن یا یونانی) عیسائیوں کو یروشلم کی عبادت گاہ میں لائے تو ان کے خلاف یہودیوں کا ایک ہجوم اکٹھا ہوگیا۔ ان میں چالیس آدمی ایسے تھے جو انہیں قتل کرنا چاہتے تھے رومن فوجی صوبہ دار کو اس کی خبر پہنچی اور اس نے انہیں حفاظتی حراست میں لے لیا۔ اس طرح پال کی جان بچی۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب یہودیوں نے یسوع کی مخالفت کر کے اس کے قتل کا مطالبہ کیا تو حکام نے اسے تسلیم کرلیا۔ یہاں صورت حال دگرگوں ہے۔ یہودی پال کو قتل کرنا چاہتے ہیں اور

رومن حکام انہیں بچانا چاہتے ہیں: (غالباً اسلئے کہ پال ان کی مقاصد کی تکمیل میں کام کرر ہے تھے) کہا جا سکتا ہے کہ پال رومن شہری تھے۔ اس لئے ان کی حفاظت حکام کی ذمہ داری تھی۔ لیکن یروشلم کے تمام یہودی بھی رومن حکومت کی رعایا تھے۔ اس لحاظ سے حکومت کو یسوع کی حفاظت کرنا چاہئے تھی۔ لیکن چونکہ یسوع کا نعرہ خدا کی بادشاہت اور رومن بادشاہت کی نفی کرتا تھا اس لئے ان کی حفاظت نہیں کی گئی۔ خود پال رومیون ۱۶:۱۱ میں اپنے ایک ساتھی کا نام ہیروڈین بتاتے ہیں۔ یعنی شاہ ہیروڈ کا ہمدرد۔ اس کے مقابلہ میں زیلوٹین Zealotean مسلح باغی کو کہا جاتا تھا۔ یہیں سے مشہور مورخ Taynbe نے اپنی اصطلاحات Herodean اور Zealotean اخذ کی ہیں۔ اسی طرح اعمال ۱۳:۱ میں پال انطاکیہ میں اپنے ساتھی مانین کا تذکرہ کرتے ہیں جس کی پرورش ہیروڈ کے ساتھ ہوئی تھی۔ وہی ہیروڈ جو یہودی تھا اور حکومت روما کی جانب سے یہودی علاقوں کا بادشاہ تھا۔ اس سے پال کے قریبی تعلقات سے شبہ پیدا ہوتا ہے کہ پال خدا کی بادشاہت کے Zealotean مسلح جنگجویانہ نعرہ سے عوام کی توجہ ہٹانے کیلئے مامور کیا گیا تھا۔ یا خود پال کی اپنی فکر تھی۔ واللہ اعلم۔

بہر حال پال خدا کے قوانین کے مطابق قیام حکومت کی مسیحی تحریک کو ایک انفعالی تحریک (Passive movement) بنانے میں کامیاب ہوئے (اس شبہ کے بحث کے لئے دیکھئے کتاب (The Pead ser serolh deception) باب سولہ جس کا عنوان (Paul roman agent or informer) اس کے دو مصنفین ہیں)
1۔Michael Baigent اور 2۔Richard heigh.

سینٹ پال اعمال اور اپنے خطوط میں

اعمال ۹:۱ تا ۳ کے مصنف نے لکھا ہے اور ساؤل جو ابھی تک خداوند کے شاگردوں کے دھمکانے اور قتل کرنے کی دھن میں تھا۔ سردار کاہن کے پاس گیا اور اس سے دمشق کے عبادت خانوں کیلئے اس مضمون کے خط مانگے جن کو وہ اس طریق پر پائے (خواہ) مرد ہو یا عورت ان کو باندھ کر یروشلم میں لائے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے شاہ ہیروڈ سے اپنے تعلقات کی بنا پر ساؤل یروشلم کے سرداروں سے

اجازت لے کر رومن مملکت میں عیسائیوں کو گرفتار کر کے یروشلم پہنچانے کا کام انجام دینے کے خواہش مند تھے۔ سرکاری نہ سہی نیم سرکاری یا پرائیوٹ لابی جو ہو وہ شریعت پر عمل کرنے والی تنظیم کے سرکاری نمائندگی اور گرفتاری کا اختیار بہر حال اقتدار میں شرکت کی ایک صورت تھی۔

لیکن یسوع سے کشف میں احکامات سن کر پال عیسائی مذہب میں آ گئے۔ لیکن کسی کی قیادت میں کام کرنا ان کی افتاد طبع کے خلاف تھا۔ اسلئے اپنے نئے مذہب میں بھی انہوں نے اپنی نئی راہ نکالی۔

رومیون ۳:۸ میں پال کہتے ہیں۔ اگر میرے جھوٹ کے سبب سے خدائی سچائی اس کے جلال کے واسطہ زیادہ ظاہر ہوئی تو پھر کیوں گناہگاروں کی طرح مجھ پر حکم دیا جاتا ہے؟ بحث یہ ہے کہ پال کو جھوٹا قرار دینے والے کون لوگ تھے؟ ظاہر ہے کہ عوام تو ایسا کرنے سے رہی۔ اسلئے یسوع کے گیارہ شاگرد ہی پال کی نئی روش کو یعنی شریعت کو جھوٹ قرار دے سکتے تھے۔ اور پال کا جواب دینا ثابت کرتا ہے کہ ان پر جھوٹ کا الزام قوم کے بڑے لوگوں نے لگایا تھا۔ اس جھوٹ کی نوعیت اور تفصیل اہل علم کی طرف سے علماء کلیسا پر قرض ہے۔

ا۔ کرنتھیون ۱۹ تا ۲۴۔ میں پال نے پوری وضاحت سے اپنے تبلیغی طریقہ کار کو بیان کیا۔ جس کی وجہ سے وہ تبلیغی دوڑ میں سب سے اول رہے۔ کہتے ہیں: میں یہودیوں کیلئے یہودی بنا تا کہ یہودیوں کو کھینچ لاؤں۔ جو لوگ شریعت کے ماتحت ہیں۔ ان کے لئے میں شریعت کا ماتحت ہوں تا کہ شریعت کے ماتحتوں کو کھینچ لاؤں۔ اگر چہ کہ خود شریعت کے ماتحت نہ تھا۔ بے شرع لوگوں کے لئے بے شرع بنا تا کہ بے شرع لوگوں کو کھینچ لاؤں (اگر چہ خدا کے نزدیک بے شرع نہ تھا بلکہ مسیح کی شریعت کے تابع تھا۔۔۔ یہ جملہ پال کو یعنی بت پرستوں میں بت پرست بننے کے الزام سے بچانے کے لئے اضافہ ہے ورنہ قوسین میں نہ ہوتا)۔۔۔ کیا تم نہیں جانتے کہ دوڑ میں دوڑنے والے تو سب ہی ہیں مگر انعام ایک ہی لے جاتا ہے، تم بھی ایسے ہی دوڑو تا کہ جیو۔

عبارت کے الفاظ ظاہر کر رہے ہیں کہ یسوع کے قدیم ساتھیوں سے خطاب ہے، جو ایک خدا کے ماننے والوں میں موحد تو بن سکتے تھے۔ بت پرستوں میں بت پرست نہ بن سکتے تھے۔ اس سے تو یہ قیاس بھی پختہ ہوتا ہے کہ پال کے ماننے والے بت پرستوں نے اپنے بتوں زکالیس، جو پیٹر اور یسس کی جگہ مسیح کا بت بنالیا ہو۔ یا یہ کہ مسیحی ہوتے ہوئے بقول پال ا۔ کریتھون ۸:۷ لیکن سب کو یہ علم نہیں بلکہ بعض کو اب تک بت پرستی کی عادت ہے۔

پال رومیون ۳:۲۹ میں کہتے ہیں کہ کیا خدا صرف یہودی ہی کا ہے اور غیر قوموں کا نہیں؟ اور رومیون ۱۰:۱۲ میں کہتے ہیں کیونکہ یہودیوں اور یونانیوں میں کوئی فرق نہیں اس لئے وہی سب کا خداوند ہے۔

لیکن پال یہ نہیں بتاتے کہ بنی اسرائیل میں موسیٰ تک جتنے انبیاء آئے انہوں نے اپنی تعلیم و اصلاح کو یہودیوں تک محدود کیوں رکھا۔ حالانکہ ان کو ان کے خدا نے یہی کہا تھا کہ اسرائیل کی اصلاح کی جائے۔ خود یسوع سے اناجیل میں دو روایات ہیں ایک یہ کہ یہودیوں کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے علاوہ سامریوں کے پاس نہ جاؤ

دوسری روایت ہے کہ مر کر جی اٹھنے کے بعد شاگردوں سے کہا دنیا بھر میں پھیل جاؤ

لیکن اناجیل اربعہ میں مسیح ساری دنیا کے انسانوں کو مخاطب نہیں کرتے۔ اگر یسوع اللہ کی طرف سے ذمہ دار تھے تو پال کم از کم اللہ کی طرف سے ذمہ دار نہیں تھے۔ ان کو یہ ذمہ دارانہ اعلان کرنے کا حق نہیں تھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ پھر یونان اور روم کے بت پرست عوام نے یسوع مسیح اور مریم کے بتوں کو اپنا لیا اور قدیم بتوں کو ترک کر دیا۔

سینٹ پال ا۔ کرنتھیون ۶:۱ تا ۱۱ میں عیسائیوں کو تعلیم دیتے ہیں کہ وہ اپنے فیصلے بے دینوں یعنی رومن حکام کے پاس نہ لے جائیں۔ خود سارے بھائی مل کر بھائیوں کے جھگڑے چکائیں

یہ تعبیر یسوع مسیح یا ان کے حواریوں نہیں دی۔ کیونکہ وہ اپنے گروہ کو انسانوں سے الگ گروہ نہیں بنانا چاہتے تھے۔ یہودی اس پر عامل تھے۔ وہ اپنے سارے جھگڑے خود اپنے علماء سے طے کرواتے تھے۔ اس یہودی تنظیم نے پال سے کام لیا۔ یہ یاد رہے کہ جتنے احکامات سینٹ پال دیتے ہیں خواہ وہ سماجی معاملات شادی بیاہ یا جھگڑوں کے تصفیے سے متعلق ہوں۔ کسی بھی حکم کو یسوع مسیح سے منسوب نہیں کرتے۔ آج کے مسیحی علماء کیلئے یہ لمحہ فکر یہ ہے کہ مسیحیت اپنے دو بانی تسلیم کرلے۔

بقول مائیکل ہارٹ مسیح نے ایمان دیا اور پال نے پورا عقائدی نظام۔

ا۔ کرنتھیون ۵:۱۔۲ میں پال اہل کرنتھیون میں حرام کاروں اور باپ کا بیوی کے ساتھ بھی تعلق رکھنے کے گھناؤنے جرم کی نشاندہی کرتے ہیں اور اس سے روکتے ہیں لیکن تاریخی طور پر پال نے جن یونانیوں اور رومیوں میں اپنے عقائد پھیلائے اور انہیں شریعت یعنی قانون کو ذریعہ نجات

سمجھنے سے روکا۔اس کے نتیجہ میں لاقانونیت کا آنا لازمی تھا۔دوسرے یونان وروم کے علم الاصنام میں دیوتاؤں میں بے لگام جنسی تعلقات کا نتیجہ حکام میں اسی بے لگام جنسی بے راہ روی کا سبب ہوا۔Twelve Ceasrers کا مصنف وضاحت سے بعض قیصروں کولوطی،مفعول، اپنی ماں سے زنا کرنے والے،جس امیر کی بیوی سے چاہیں بھری مجلس یا تقریب سے اسے لے جاکر اس کے گھر میں اس سے محظوظ ہونے اور واپس آکر حاضرین کواس کی خوبیاں بیان کرنے کا تذکرہ کرتا ہے۔پھر امراءاور حکام بھی انہی کی روش پر چلتے ہیں۔موجودہ مغربی دنیامیں جنسی آزادی اسی قدیم تہذیب کا شاخسانہ ہے۔ان لوگوں میں پال نے سارے گناہوں سے آخرت میں نجات کیلئے یسوع کوخدا کا بیٹا مان لینے کانسخہ تجویز کیا۔شریعت کی پابندی اٹھالی،جب آخرت کی نجات یقینی ہوئی تو دنیا کی بدکاریوں سے کیا اندیشہ ہوسکتا تھا۔حرام کاری کے سیلاب کے آگے پال کی عیسائیت بندھ نہ باندھ سکی وہ غریب اور بے سروسامان جواس کام کے اخراجات نہ رکھتے ہوں وہی اس سے محفوظ رہے۔

آگے چل کر عربوں نے یونان علوم کے ترجمہ کر کے اور اس میں اضافہ کر کے دنیا کو ان سے روشناس کرایالیکن یونان وروم کی شاعری اور ادب کو چھوڑ دیا کیونکہ وہ علم الاصنام اور جنسی آزادی پر مبنی دیومالا ئی کہانیوں پر مشتمل تھا۔

بہرحال حرامکاریوں پر پابندی خود پال کے نظریہ میں ضرب کاری ہے۔محض ایمان سے نجات نہیں۔ بلکہ ایمان کے ساتھ عمل صالح بھی ضروری ہے ایمان درخت ہے اور عمل صالح اسے شاداب رکھنے کیلئے پانی کا درجہ رکھتا ہے۔رسولوں میں سے پطرس اور یعقوب نے اپنے خطوط میں یہی طریقہ اختیار کیا۔لیکن چونکہ اس نظریہ سے بھی لوگوں کی خواہشات پر قدغن عائد ہوتی تھی اس لئے ان رسولوں کوکم پیرو ملے۔خواہشات کی آزادی والی زیادہ تعداد پال کوملی۔

پال رومن شہری تھے موجودہ ترکی شہر سسلیہ کے باشندہ تھے۔یہودیوں سے رومن بت پرستوں کو نفرت تھی۔اس نفرت میں یہودیوں کی مذہبی تشدد پسندی اپنے سواسب کوخدا کے دشمن اور خود کوخدا کے بیٹے ہونے کا عقیدہ تھا۔اس سے زیادہ نفرت کی وجہ یہودیوں کی سودخوری تھی۔

پال اس نفرت کوکم کرنا چاہتے تھے۔ یہودیوں میں رہ کر یہ نہ کر سکتے تھے کیونکہ ان کی مذہبی کونسل یا علماء میں پال کوکوئی مقام حاصل نہیں تھا۔یہودی نسل ہی کے ایک گروہ عیسائیوں میں شامل ہوکر خود

کو مذہبی طور پر یہودیوں سے الگ کر کے رومن باشندوں سے وہ نفرت انگیز سلوک سے بچ گئے۔ پال اپنے دور کے روشن خیال مادہ پرست تھے۔ مادہ پرست قوموں نے اپنے معبود بھی حیوانی یا انسانی جسم رکھنے والے بنائے۔ جسم خالص مادہ ہے۔ اور بت پرستی مادہ پرستی کا سب سے بڑا مظاہرہ ہے۔ عیسائیت نے مصر یونان اور روم کے بتوں کی جگہ یسوع اور مریم کے بت بنالئے۔ اس طرح یہ روحانیت سے الگ ہوگئے۔ سینٹ پال نے اس کی ابتداء کی اور انجام کو قسطنطین نے پہنچایا۔ یسوع مسیح کو یونانی میں christ کہتے تھے۔ ان کے نام سے منسوب ہوکر یہ لوگ christian مسیحی تو کہلائے لیکن مہد سے لحد تک ان کی زندگی کے اطوار میں مسیح کے خیالات اور اسوۂ حسنہ کے بجائے سینٹ پال اور ان کے ہم خیال علماء کے خیالات ان کی راہ ہدایت متعین کرتے ہیں۔ اس طرح مسیح سے ان کا تعلق ختم ہوجاتا ہے۔

قسطنطین کا قبول مسیحیت

رومن شہنشاہ کا مسیحیت کو قبول کر کے اسے سرکاری مذہب قرار دینا عیسائیت کا نقطۂ عروج تھا۔ اس نے اپنے بیٹے اور بیوی کو قتل کیا تھا۔ ضمیر کی خواہش سے بے چین تھا۔ جوپیٹر دیوتا کے مندر اور دوسرے مندروں کے پجاریوں کے ذریعہ دیوتاؤں سے اس کا کفارہ معلوم کیا۔ جواب میں کسی قسم کے کفارہ سے انکار ملا۔ ادھر سینٹ پال کی عیسائیت میں ہر گناہ کا کفارہ موجود تھا۔ قیامت تک ہر گناہگار کا بوجھ مسیح اٹھا کر لے گئے تھے قسطنطین کے دل کو تسکین ہوئی۔ صلیب کو فوج کا علامتی نشان بنایا۔ عیسائیت کو سرکاری مذہب بنایا اس سے عیسائیت کو میدان خالی ملا اور وہ اکثریت کا مذہب بن گئی۔

مائیکل ہارٹ سینٹ پال کو عیسائیت کا دوسرا بانی قرار دیتے ہیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ پال موجودہ عیسائیت کے پہلے بانی ہیں اور دوسرا بانی شہنشاہ روم قسطنطین تھا۔ اس نے دیکھا کہ پادری دو بڑے گروہوں میں تقسیم ہیں۔ (۱) توحید پرست (۲) تثلیث پرست دونوں عقیدوں کے جھگڑے چکانے کی کوششوں کے بعد قسطنطین نے گروہوں کے لیڈروں الیگزینڈر تثلیث کے حامی اور ایریس توحید کے حامی کو خط لکھا جو تاریخ نے محفوظ رکھا ہے وہ کہتا ہے:۔

Ihave proposed to lead back to single form the ideas which all people conciece of the diety, for i geal strongly that if i could induce men to unite on that subject , the conduct of public affairs would be considerably eased but also i hear that thier are move disputes among you then recently in africa. The cause seems to be quite trigling , and unworthy of such fierce contests. You Alexander, Wished to know what your priests, were thinking on a point of law, well on a portiononly of a question in it self entirely devoid of importance, and you Arius if you had such thoughts, should have kept silence. there was no need to make these questions public, since they are problems that idleness alone arises , and whose only we is to sharpen mens wits,...... these are silly aetoom worthy of inexpeirienced childern, and not of priests or resonsable man(ceasas and christ p.659 by Will Durant)

میں نے تجویز پیش کی ہے کہ سارے لوگ خدا کے بارے میں جو تصورات رکھتے ہیں۔ان میں یگانگت پیدا کروں۔کیونکہ میں شدت سے محسوس کرتا ہوں کہ اگر میں رعایا میں اس عنوان پر اتحاد پیدا کرنے میں کامیاب ہوگیا۔تو عوام کے معاملات کو چلانا آسان ہوگا۔لیکن میں سنا ہے تم دونوں میں پہلے کی نسبت اب افریقہ میں زیادہ اختلاف ہیں۔اس کا سبب ایسے خوفناک جھگڑے کے قابل نظر نہیں آتا۔تم الیگزینڈر یہ جاننا چاہتے ہو کہ تمہارے پادری قانون کے کسی نکتے پر کیا سوچتے ہیں حالانکہ اس کا ایک جزو بھی اہمیت کا حامل نہیں ہے۔ایریس اگر تمہارے ایسے خیالات ہیں تو تمہیں خاموش رہنا چاہئے تھا۔ان سوالات کو مشتہر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔کیونکہ

ایسے سوالات بیکاری ہی میں پیدا ہوتے ہیں جس کا استعمال ذہن کی تیزی میں ہوتا ہے ایسے احمقانہ اقدامات ناتجربہ کار بچوں کو زیب دیتے ہیں نہ کہ پادریوں کو جو معقول انسان ہوتے ہیں ایک پختہ کار بالغ پادریوں کی بچوں کی رہبری کر رہا ہے اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ قسطنطین نے عیسائیت کو قبول کیا یا عیسائیت نے قسطنطین کو اپنا رہبر (ceasas and christ p.659 by Will Durant)

الغرض بادشاہ کی صدارت میں تمام عیسائیت کے معروف علماء، بشپ بمقام نیقیا (Nacea) میں جمع ہوئے کئی دن کے بحث ومباحثہ کے بعد عیسائیت کیلئے عقیدہ تثلیث کو بنیاد قرار دیا گیا۔ رومن Sunday اتوار کو سبت قرار دیا گیا۔ (یہود سنیچر کو سبت مانتے تھے) اسی سورج دیوتا کی پیدائش بھی ۲۵ دسمبر جو بت پرستوں میں رواج تھا۔ اس تاریخ کو یسوع مسیح کی تاریخ پیدائش قرار دیا گیا۔ بت پرستوں کے نزدیک چلیپہ سورج دیوتا کا نشان تھا۔ اسے صلیب کا نشان قرار دے کر عیسائیوں کی مقدس علامت بنا دیا گیا سورج دیوتا کی پیدائش پر بت پرستوں کی جیسی تقریبات منعقد ہوا کرتی تھیں ان کو اختیار کر لیا گیا۔ (jesus a prophet of islam از محمد عطاء الرحیم ص/۱۰۳)

بت پرستی اور عیسائیت کے اس اتحاد کو ۱۸۷۶ء میں شائع ہونے والی کتاب

The martyrdom of man Christianity had conquered paganism and paganism had corrupted christianity.

کا مصنف win word Reade تاثیر وتاثر قرار دیتا ہے جس کہ نتیجہ میں عیسائیت بگڑ گئی۔ ''عیسائیت نے بت پرستی کو فتح کر لیا اور بت پرستی نے عیسائیت کو بگاڑ دیا۔''

Will durant کہتے ہیں Christianity was the last great creation of the ancient pagan world(Caesar and Christ p.595) عیسائیت قدیم بت پرست دنیا کی آخری عظیم تخلیق ہے۔

سینٹ پال کی تحریک میں یسوع سے مکاشفہ کا سہارا تھا۔ قسطنطین میں نہ یسوع کا مکاشفہ تھا نہ بادشاہ یسوع مسیح اور ان کے مذہب پر لکھی جانے والی کتابوں سے واقف تھا۔ وہ تو اپنی حکومت میں ایک پبلک لاء پر عامل تھا۔ اس طرح اس نے ریاستی جبر سے کام لیتے ہوئے عیسائیت کے انتشار کو ایک عقیدہ میں بدل دیا۔ قطع نظر اس کے کہ وہ عقیدہ اس مذہب کی روح اور بنیاد سے موافق تھا یا مخالف۔

ریاستی جبر سے ایک فائدہ ہوا کہ جیسے صوبائی گورنر جو اکثر فوج کے جنرل ہوتے ہیں۔ اسی طرح مرکز کی سینٹ، یہی بادشاہ کا انتخاب کرتے تھے۔ اسی ہیئت پر عیسائیت کی تنظیم ہوئی۔ پوپ کو کارڈینل منتخب کرتے تھے یہ مرکزی کونصل کے اراکین تھے۔ پوپ ان کو نامزد کرتا۔ صوبائی عہدیداران بشپ ہوتے تھے۔ باقی عام پادری۔ عوام بادشاہ اور چرچ دونوں کا مالی حق دونوں کو ادا کرتے تھے۔ چرچ کی جائیدادیں حکومت کی خالص جائیدادوں سے کم نہ تھی۔ یہی حال خزانہ کا تھا، عوام پر حکومت کرنے میں بادشاہ اور چرچ ایک دوسرے کا سہارا بنے۔

عیسائیت سرکاری مذہب قرار دیئے جانے اور بادشاہ کی زیر صدارت کونسل میں عقائد کے تصفیے کے بعد ان عقائد کے مخالفین کو بذریعہ شمشیر اور سرکاری مدد سے نیست و نابود کیا گیا۔

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ عیسائیت نے یہ استحکام روح القدس کی مدد کے بغیر حاصل کیا۔ کسی عیسائی عالم یا عامی کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ قسطنطین روح القدس کے روح القدس سے معمور ہو کر Nacea کی کونسل کی صدارت کر رہا تھا یا سب کو ایک عقیدہ پر سلطنت کی طاقت اور جبر سے متحد رکھ رہا تھا

تحریک اصلاح کلیسا اور نتیجہ میں یورپ کی نشاۃ ثانیہ

حکومت اور کلیسا میں اتحاد کا نتیجہ یہ نکلا کہ اہل کلیسا میں حکام کی عادات و اطوار پیدا ہوئیں۔ انجیل کو سمجھنے کا حق صرف پادریوں کو اور مسائل میں فیصلہ کن رائے پوپ کی قرار پائی۔ جیسا کہ بادشاہت میں ہوتا ہے۔ مختلف قسم کی مذہبی رسومات Sacraments۔ ان کے علاوہ Saintwarshyp مذہبی بزرگوں کی پرستش، لکڑی کی صلیب کی پرستش۔ یسوع اور کنواری مریم کی تصاویر و مجسمے اور ان کا تقدس۔ طلاق کی ممانعت، تجرد کی زندگی، بزرگوں کی کرامات کے چرچے، پادریوں کو گناہوں کے معافی نامہ فروخت کرنے کا حق، کسی بھی گناہ کے بعد پادری کے سامنے اقرار گناہ اور معافی کا حصول۔ پادریوں کے سوا عام لوگوں کی علم سے محرومی۔ اہل علم پر قدغن اور سزاؤں کا نفاذ۔ الغرض کلیسا نے اپنے عروج میں پورے یورپ کو ایک تاریک براعظم بنا دیا تھا۔ ادھر اسپین اور ترکی تک مسلمانوں کے اقتدار اور یورپ کے پادریوں کی صلیبی جنگوں نے لاکھوں جنگجو عیسائیوں کو مسلم فلسطین مسلمانوں کا تہذیب و تمدن دیکھنے کا موقع ملا۔ تاثیر و تاثر کے تاریخی قانون کے تحت اہل کلیسا نے اثرات قبول کئے۔ اور اصلاح کلیسا کی تحریک لوتھر اور کالون وغیرہ نے شروع کی۔ ان کے مخالفین نے ان پر الزام لگایا کہ وہ اسلام کو عیسائیت میں جاری کرنا

چاہتے ہیں۔اسلام اور اصلاح کلیسا میں بت پرستی کی ممانعت۔تہواروں کا تقدس نہیں تھا ولیوں کی پرستش دونوں میں منع تھی۔محمد ﷺ بپتسمہ نہ دیتے تھے۔کالون بھی بپتسمہ کو غیر ضروری خیال کرتا تھا۔لوتھر اتوار کے بجائے جمعہ کو سبت قرار دیتا تھا۔لوتھر اور کالون دونوں نے طلاق کو جائز رکھا۔

(انتخاب کوارٹرلی ریویو ۲۵۴ خطبات احمدیہ سرسید احمد خان)

یہی بات دور جدید کے ایک مستشرق نے لکھی کہتے ہیں:

catholic authors grequently tried to diseredit protestant doctrine by likening it to islam, Mohammad was an early protestant and the protestant were later day saraceus(Islam and the wort by Barnard hewis.P.86)

کیتھولک مصنفین نے اکثر پروٹسٹنٹ عقیدہ کو اسلام کے مطابق کہ کر اس کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے۔محمد اولین پروٹسٹنٹ تھے

پادریوں کے جبر سے آزادی کی تحریکوں کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ علوم کی نشاۃ ثانیہ شروع ہوئی۔

Wood wine read کہتا ہے:

نشاۃ ثانیہ کے عناصر کچھ تو روم میں۔قسطنطینہ میں اور مشرق میں محفوظ تھے۔عربوں نے جب اسکندریہ کو فتح کیا تو وہاں علوم یونانی طبعی سائنس کو اختیار کیا اور اس میں ہندی حساب اور الجبرا کا اضافہ کیا۔افلاطون، ارسطو، گالن، ہپوقریط، بکلیموس۔ایلوسڈ، سب کے ترجمہ مشرقی عیسائیوں کے ذریعہ شامی زبان میں اس کے بعد عربی میں ترجمے ہوئے۔

The Mestyrdom of man P.391) یہ عربی ترجمہ جب یورپین زبانوں میں ترجمہ ہوئے۔تو یورپ کے دور جدید کا آغاز ہوا۔کلیسا اسی تنقید کی زد میں آیا کہ "حقیقی مسیح کی تلاش میں" نام کی کتاب لکھی گئی اور ثابت کرنے کی کوشش ہوئی کہ یسوع کوئی تاریخی شخصیت نہیں بلکہ ایک افسانوی من گھڑنت ہے اس قسم کی کتابوں کا مسکت جواب دور جدید کے علوم سے واقف Earrest Rena ہی سے یہ ممکن ہوسکا

اس نے The life of Jesus christ لکھی۔یسوع کو تاریخی شخصیت ثابت کیا۔لین نہ خدا کا بیٹا لکھا نہ تثلیث کا ایک تہائی جزو کے عقیدہ کی بات کی بلکہ یسوع کو بہترین انسان اور

بے مثل شخصیت ثابت کیا کتاب کلیسا پر آج بھی سب سے بڑا اندرونی حملہ ہے۔ایسا ہی حملہ لوتھر اور کالون کا بھی حملہ اندرونی تھا۔اور ان حملہ آوروں کے یسوع کے متعلق خیالات میں اسلام کے عیسیٰ کے متعلق تصورات سے بڑی مشابہت موجود ہے۔

دور جدید کی سائنسی ترقی عیسائیت کو اجتماعی زندگی سے نکال کر باہر کرنے اور اس کی گرفت سے علوم کو آزادی کی وجہ سے ممکن ہوسکی۔

مشہور سائنس دان لارڈ ہکلے نے اپنے مشہور مقالے'' تعلیم on education ''میں کہا ہے کہ ۲۰ لاکھ برس کی انسانی ارتقاء کا ثمر تین ادارے ہیں، ا۔آرٹس، ۲۔ سائنس، ۳۔ مذہب۔ ان تینوں میں سے آرٹس اور سائنس ترقی کر رہے ہیں اور مذہب جامد ہے۔ چنانچہ ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہ جانے والا یہ ادارہ دوسرے تیز رفتار اداروں کی راہ میں رکاوٹ ہوا اور کچلا جائے۔

واقعی شاعری، مصوری، ناول نگاری، جغرافیہ، تاریخ سیاسیات، معاشیات، تجارت، نفسیات، منطق، فلسفہ، اور سائنسی مضامین طبعیات، کیمیا، میڈیکل سائنس، ارضیات، نباتات، حیوانات، انجینئرنگ۔فلکیات ان تمام علوم کی ترقی از ہر من الشمس ہے۔

یہ بھی درست ہے کہ آج کا انسانی سماج سائنسی ترقی کی وجہ سے فاصلوں کے سمٹ جانے کے سبب ایک خاندان بن گیا ہے۔زراعت تجارت، رسل و رسائل اور طریقہ پیداوار ساری دنیا کے انسانوں کا یکساں ہے۔علاج اور ادویات سب انسانوں کے لئے ہے۔صرف مذہب ایسا ادارہ ہے۔ جو سب انسانوں کے لئے نہیں ہے بلکہ مختلف متخاصم گروہوں میں ہے ہر گروہ کا اپنا مذہب ہے۔

بت پرست مذاہب نے انسانوں کو اپنے بنائے ہوئے مجسموں کے سامنے سر جھکانا سکھا کر انسان کی قدر و قیمت پتھر کے بتوں سے بھی کم کردی۔توحید پرستی کا سلسلہ جو آدم سے چلا اور عیسیٰ تک اس کے عقیدہ کا تسلسل برقرار رہا۔عیسائیت نے توحید کو تثلیث اور بت پرستی کے ساتھ گڈ مڈ کر دیا۔ ارتقاء کے بجائے بت پرستی کی طرف رجعت قہقری کی۔

مصر کے Drisis دیوتا کے مرنے کا ماتم کیا جاتا ہے اور مر کر جی اٹھنے پر خوشیاں منائی جاتی ہیں۔ عیسائیت نے Drisis کا بت ہٹا کر یسوع کا مصلوب رکھ دیا۔باقی اس کے مرنے اور جی اٹھنے میں مماثلت کا قصہ بنالیا۔ظاہر ہے بنیادی قصہ تو ایک تھا۔محض بت کا نام تبدیل کرنے سے کوئی فرق نہ پڑتا تھا۔ یہ بات درست ہے کہ اسطرح مصریوں کے لئے عیسائیت قبول کرنا آسان

ہوگئی۔ لیکن وہ عیسائیت ہی نہ رہی۔ وہ مصر کے دیوتا Drisis کی پوجا کا ایک مذہب بن گئی۔ اسی طرح Drisis اپنے گود میں بچہ اٹھائے ہوئے مصری دیوی تھی۔ اس کی جگہ کنواری مریم اپنی گود میں بچہ یسوع کو لئے ہوئے رکھ دی۔

عقیدۂ توحید سب سے پہلے سارے انسانوں کو خدا کا بندہ بنا کر ایک انسانی سماج قائم کرتا ہے۔ عقیدہ توحید انسانوں میں وحدت قائم کرتا ہے اور رنگ ونسل زبان یا جغرافیہ کی بنا پر انسانوں کی تفریق کو تسلیم نہیں کرتا۔ عقیدہ توحید انسانوں کو زمین اور آسمان میں پائے جانے والی طاقتوں کو تسخیر کرنے کا سبق سکھاتا ہے۔ **سخر لکم مافی السموات و ما فی الارض جمیعا** ۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ تمہارے لئے اللہ نے مسخر کر دیا ہے۔() عقیدہ توحید کا اعلان ہے کہ دنیا کی ہر قوم میں اللہ کی طرف سے رہبر وہادی آتے ہیں اور ان سب کو مان کر ہی دنیائے انسانیت ایک گروہ بن سکتی ہے یہ عقیدہ عمل میں آنے کے ذرایع توراۃ وانجیل نے واضح کئے تھے۔ حنوک نبی نے دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آخری ہادی کے آنے کی اطلاع دی۔ موسیٰ نے استثناء میں بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسماعیل میں ایسے نبی کے آنے کا تذکرہ کیا جو خدا کی باتیں سنائے گا۔ (یوحنا ۱۶: ۷ تا ۱۴) گویا حنوک آخری ہادی تھے نہ موسیٰ نے خود کو آخری ہادی قرار دیا۔ نہ یسوع مسیح نے۔ اب آخری ہادی محمدؐ صبح کے ستارے یسوع مسیح کے بعد آفتاب عالم تاب بن کر ظاہر ہوئے۔ اور پردی ہوئی عقیدہ توحید کی خصوصیات آپ نے دی۔ یہودی اور عیسائی اپنے نبی عیسیٰ اور موسیٰ کے تعلیم کے مطابق حضرت محمد ﷺ پر ایمان لا کر ہی وحدت انسانی میں شامل ہو سکتے ہیں۔

عیسائیت نے بت پرستی اختیار کر کے مذہب کی ترقی کو روک دیا۔ یہی وجہ ہے کہ نشاۃ ثانیہ کے لئے یورپ کے اہل علم نے عیسائیت سے پیچھے چھڑایا۔ جبکہ اسلام نے اصلاح کلیسا اور نشاۃ ثانیہ کی تحریک کو اپنے تہذیبی اثرات سے پیدا کیا۔ دور جدید کے اسلام کے اثر سے ظہور پذیر ہونے کو ژان ژاک روسو اور تشکیل انسانیت کے مصنف رابرٹ برنالٹ تسلیم کرتے ہیں۔ اس طرح لارڈ ہکسلے کے جواب میں کہا جا سکتا ہے کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو آرٹ اور سائنس کے ساتھ ہے اور انہیں وحدت انسانیت اور تسخیر کائنات کی تعلیم دیتا ہے۔ عیسائیت نے قسطنطین کی ریاستی طاقت کے جبر سے فروغ پایا اور اس کی اطاعت کر کے اللہ کی تعلیم سے رخ موڑ لیا اور دور جدید کی علمی وفکری ترقیوں سے خود کو الگ کر لیا۔

ڈاکٹر ڈریپر نے اپنی کتاب معرکہ مذہب وسائنس میں لکھا ہے: عیسائی مذہب اپنی ابتداء میں سالہا سال تک تین اصولوں کی تلقین کرتا رہا۔ ا۔حق اللہ۔ یعنی انسان کو چاہئے کہ خدائے بزرگ و برتر کی تعظیم کرے۔۲۔حق الذات یعنی انسان کو چاہئے کہ ذاتی طور پر نیک رہے۔۳۔حق العباد۔ لازم ہے کہ ابنائے جنس کے ساتھ بھلائی کرے۔اس کے بعد موصوف نے لکھا ہے کہ ان ترجیحات اور اصلاحات کا صحیح اندازہ کرنے کے لئے جو مذہب عیسوی میں بیرونی عناصر کی آمیزش سے پیدا ہوئے۔اور آج تک قائم ہیں۔اول ٹرٹولین کی تحریر مرقومہ ۲۰۰ء دیکھنی چاہئے۔ جو اس نے قیصر سیویرس کے زمانہ میں جبکہ عیسائیوں پر طرح طرح کے مظالم ہو رہے تھے۔ بمقام روما قلمبند کی تھی۔اس تحریر میں تثلیث کا ذکر نہیں ہے۔اور کفارہ کا تو رد پایا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے الفاظ ہیں: خدا نے انسان کے اعمال حسنہ وسیئہ کے لحاظ سے جزا وسزا مقرر کی ہے۔ جو نیک ہونگے انہیں لذت جاودانی عطا فرمائے گا۔اور جو بد ہونگے انہیں ابدی شعلوں میں جھونکے گا۔ڈاکٹر مذکور نے پھر لکھا ہے کہ قیصر قسطنطین کے عہد میں عیسائیت میں بت پرستی شامل ہوئی۔اور پادریوں کی پہلی کونسل ۳۲۵ء میں قائم ہوئی۔ پھر کونسلوں کے انعقاد کی رسم پڑ گئی۔ ہر ایک کونسل مذہب اور اعتقاد میں نئی نئی ترمیمات اور اصطلاحات عمل میں لانے لگی۔(رحمۃ للعالمین سلیمان منصور پوری۔ج۔ا حاشیہ۔۲،ص/۱۱۲۔۱۱۳)

ڈاکٹر ڈریپر کے خیال کے مطابق قیصریہ کے بشپ Eueebius جو ۳۲۵ء کی کونسل میں شریک تھا۔اس نے قسطنطین کی زمین پر حکومت کو آسمان پر خدا کے اقتدار اعلیٰ کے مثل قرار دیا So there is one God and one emperor under God.

اس بشپ نے اپنے دور کے لاطینی افکار کو اپنا لیا کہ قسطنطین فلسفی بادشاہ ہے۔اس کا انکسار اور سخاوت کے علاوہ Logos کلام سے اس کا بالراست تعلق تسلیم کرتا ہے۔ جب قسطنطین پادریوں کی ضیافت کرتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ضیافت خدا کی بادشاہی میں ہو رہی ہے

(From Nacaer to chaleedon P.14.15 by Frances M. young)

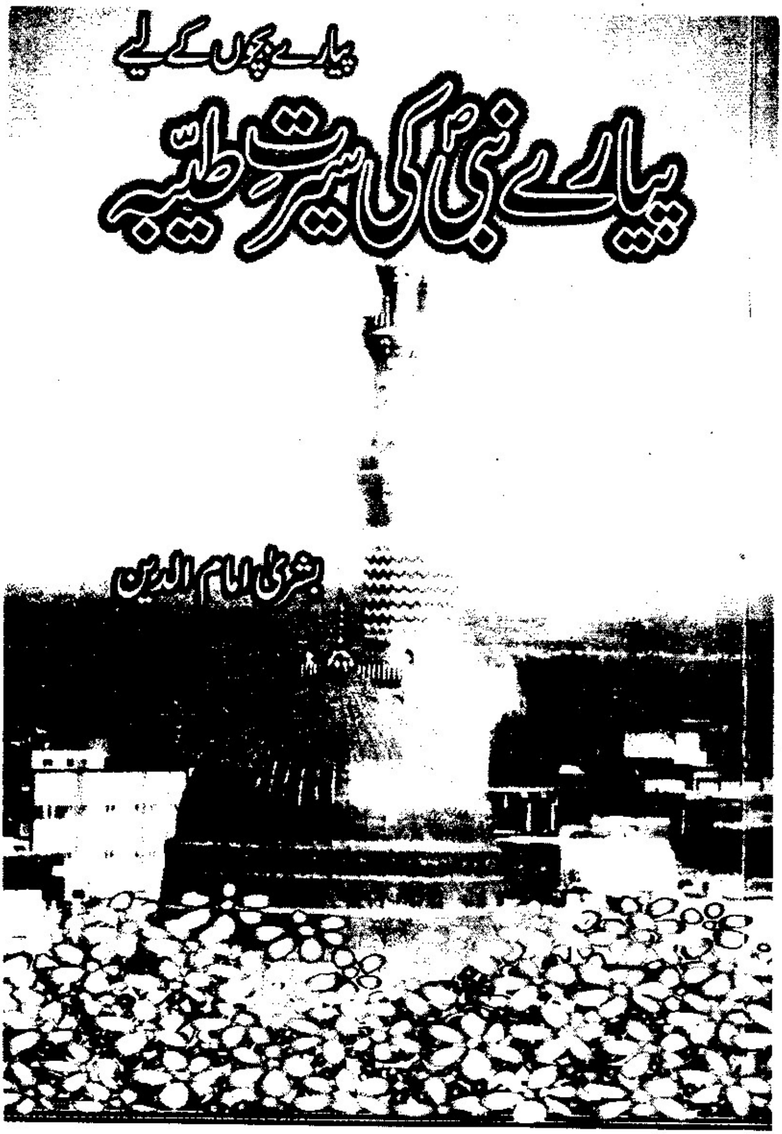

دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد